

13945 - وقت سے قبل قرض ک 1740#&؛ ادائیگی کے مقابلہ م 1740#&؛ ن کچھ قرض معاف کرنا جائز ہے

سوال

مجھ پر کچھ مؤجل قرض ہے ، اور قرض دینے والے نے وہ قرض وقت سے قبل ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے اور شرط یہ رکھی ہے کہ وہ اس کے بدلے میں کچھ قرض کی رقم معاف کر دے گا ، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

جب قرض لینے والا یا قرض دینے والا وقت سے قبل قرض کی ادائیگی کرنا چاہے تو وقت سے پہلے ادائیگی کی بنا پر قرض کی کچھ رقم معاف کرنی جائز ہے ۔

علماء کرام کے ہاں اس مسئلہ کو (ضع وتعجل) ادائیگی جلد کر دو تو کچھ قرضہ معاف ۔

اس معاملہ کے جواز میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے ، اکثر علماء کرام اسے حرام کہتے ہیں ، ان کی دلیل یہ ہے کہ : یہ معاملہ سود کے مشابہ ہے اور سود کی حرمت متفق علیہ ہے ، اور سود یہ ہے کہ قرض میں تاخیر کی بنا پر رقم بھی زیادہ دینا ہوگی ، اور اس صورت میں وقت سے قبل قرض کی ادائیگی میں قرض میں کمی کی جاتی ہے ۔

امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "المبسوط" میں کہتے ہیں :

جب کسی شخص کے ذمہ کسی کا ایک وقت کے لیے قرض ہو اور وہ قرض کسی چیز کی فروخت کی قیمت تھی لہذا وہ وقت سے قبل باقی قرض کی ادائیگی میں اس سے کچھ قرض معاف کرتا ہے تو اس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں --- اس لیے کہ وقت کے مقابلہ میں دراہم اور دراہم کے مقابلہ میں وقت سود ہے ۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ فی الحال قرض میں اگر وہ مال میں اس لیے زیادتی کرتا ہے کہ وہ قرض میں اور تاخیر کر دے تو جائز نہیں ، تو جب وقت سے قبل قرض کی ادائیگی میں کچھ قرض معاف کر دیا جائے تو بھی اسی طرح ہوگا ۔ اھ ۔

اور ابن رشد مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں :

قرض جلد ادا کرو اور اس میں کچھ کمی کر دو ، کونا جائز قرار دینے والوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ وقت بڑھانے کی وجہ

سے زیادہ کرنے کے مشابہ ہے جس کی حرمت پرسب کا اجماع ہے - اھ دیکھیں : بداية المجتهد (2 / 144) -

اوردوسرے علماء کرام اس کے جواز کے قائل ہیں : ان میں عبداللہ بن عباس ، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں ، اور امام احمد اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی ایک قول یہی ہے ، اور یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اختیار کیا ہے -

فقہاء حنفیہ میں سے ابن عابدین بھی اسے جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے " الدر المختار " کے حاشیہ میں لکھا ہے - دیکھیں الدر المختار (5 / 160) -

اس کے جواز کے قائلین نے چند ایک دلائل سے استدلال کیا ہے جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں :

1 - ان کے دلائل میں وہ حدیث شامل ہے جو امام حاکم اور امام طبرانی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنو النضیر کو مدینہ سے نکالنے کا حکم دیا تو کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے : اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں نکالنے کا حکم دے دیا ہے اور کچھ لوگوں پر ہمارے قرض بھی ہیں جن کی ادائیگی کا وقت ابھی تک نہیں آیا ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قرض میں سے کچھ معاف کردو اور جلدی واپس لے لو -

مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کی سند میں مسلم بن خالد الزنجی ضعیف ہے اور اسے ثقہ بھی کہا گیا ہے - اھ

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب " احکام اهل الذمة " میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اور اس میں مسلم بن خالد الزنجی ہی ایسا راوی ہے جس کی حدیث حسن کے رتبہ سے کم کی نہیں - اھ

دیکھیں : احکام اهل الذمة لابن قیم (1 / 396) -

2 - اور دلائل میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا : سود تو یہ ہے کہ : مجھے وقت زیادہ دے اور میں تجھے زیادہ دیتا ہوں ، اور یہ سود نہیں کہ مجھے جلد واپس کردو اور میں تمہیں معاف کرتا ہوں -

3 - ایک دلیل یہ بھی ہے کہ : اس میں طرفین (قرض لینے اور دینے والے) کی مصلحت ہے ، قرض دینے والا قرض کی جلد واپسی سے اور لینے والا کچھ قرض کی معافی سے مستفید ہوتا ہے -

اسے حرام کہنے والوں کی دلیل کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس معاملے کو سود پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لیے کہ یہ

سود کے برعکس ہے ، کیونکہ سود میں تومد کی زیادتی کی بنا پر قرض زیادہ ہوجاتا ہے ، اور یہاں پرمدت میں کمی ہونے کی بنا پر قرض میں بھی کمی ہو رہی ہے ، تو برعکس مسئلہ کو اس پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے ؟ ! ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اوپر بیان کی گئی کلام کا یہی معنی ہے ۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں :

یہ سود کے مخالف ہے کیونکہ وہ تومد اور قرض دونوں میں زیادتی ہوتی ہے ، اور یہ قرض لینے والے کو سراسر نقصان ہی نقصان ہے ، اور ہمارا یہ مسئلہ توقرض لینے والے کے لیے قرض سے بری الذمہ ہونے کو متضمن ہے اور قرض دینے والے کو وقت سے پہلے ادائیگی ہوجاتی ہے جس سے اسے فائدہ ہوتا ہے ، لہذا بغیر کسی نقصان کے دونوں کو یہی فائدہ حاصل ہوا ہے ، برخلاف سود کے جس کی حرمت پراجماع ہے اس میں توقرض لینے والے کو نقصان ہوتا اور فائدہ قرض دینے والے کے ساتھ مختص ہوتا ہے ، لہذا یہ معنی اور صورت کے اعتبار سے بھی سود کے خلاف ہے ۔ اھ

لجنة الدائمة (مستقل فتویٰ کمیٹی) سے اس مسئلہ کے بارہ میں سوال پوچھا گیا تو اس کا جواب تھا :

(اس مسئلہ میں اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے ، صحیح قول یہی ہے کہ قرض جلد واپس کرنے کے لیے کچھ قرض معاف کرنا جائز ہے ، امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور شیخین ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے ، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف بھی یہ قول منسوب ہے ۔۔۔۔ اھ) ۔

دیکھیں : فتاویٰ اللجنة الدائمة (13 / 168) ۔

المجمع الفقہی کی فیصلوں میں سے یہ بھی ہے کہ :

مدت والے قرض میں سے جلد واپس کرنے کی غرض سے کچھ قرضہ معاف کردینا شرعاً جائز ہے چاہے قرض دینے والے یا لینے والے کے مطالبہ سے معاف کیا جائے ، یہ حرام سود میں شامل نہیں ہوتا ۔ اھ

واللہ اعلم ۔